بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# مجالستہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تصنیف لطیف

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو

مترجم

ڈاکٹر کے بی نسیم

حضرت سلطان باھو اکیڈمی

# هُوَ

# اللّٰهُ

# مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

# فہرست مضامین





بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# دیباچہ

"تیغ برہنہ" "کلید التوحید خورد" "گنج الاسرار" اور "عین الفقر" کے بعد مجالستہ النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سلطان باھوؒ کی پانچویں نثری فارسی قلمی تصنیف ہے، جو حضرت سلطان باھوؒ اکیڈمی اور حضرت سلطان باھوؒ ٹرسٹ کے باہمی تعاون و اشتراک سے تدوین و اردو ترجمہ و شرح کے ساتھ شائع کی جارہی ہے۔

مجالستہ النبیؐ کے قلمی نسخے کو ترتیب دیتے وقت حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب ساکن گکھڑ کے قلمی نسخہ کو جو ۱۱ رجمادی الاوّل ۱۳۸۱ھ میں تحریر کیا گیا تھا، پیش نظر تمام نسخوں میں نسبتاً سب سے قدیم اور خوشخط ہونے کی وجہ سے متن قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ اس سے قبل بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ اکیڈمی نے دیگر تحقیقی اداروں خصوصاً حضرت سلطان باھوؒ ٹرسٹ کے ساتھ مل کر سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کے دریافت شدہ تمام قلمی مخطوطات کو جن کی تعداد تقریباً ۳۲ بنتی ہے، تدوین و مرتب کرا کر ان کے اردو تراجم و تشریحات کے ساتھ شائع کرانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

اکیڈمی کی تمام تصانیف خدمت و اشاعت دین کے جذبے سے سرشار ہو کر شائع کی جارہی ہیں۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ اکیڈمی کے دفتر واقع حق باھوؒ منزل ۴۴ بی گلشن راوی، لاہور سے آج ہی رابطہ کریں اور دینی اشاعت

کے کارِ خیر میں ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

آخر میں بندہ صاحبزادہ سلطان حمید صاحب، صدر حضرت سلطان باہوؒ اکیڈمی، جناب صاحبزادہ نیاز الحسن صاحب اور اپنے مخیر دوست جناب احمد ندیم صاحب کا انتہائی شکرگزار ہے، جو حضرت سلطان باہوؒ کی قلمی مسودات کی تدوین و ترجمہ و شرح و اشاعت میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں اور جن کی حوصلہ افزائی میرے لیے تقویت کا باعث ہے۔

بارگاہِ ربّ العزت میں دست بدعا ہوں کہ وہ میری اس عاجزانہ کاوش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو تشنگانِ بادۂ معرفت کے لیے موجب ہدایت اور خاکسار کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ "آمین"

طالب دعا

ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# حمد

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ [1]

کہ ازان نور کل مخلوقات ظہور یافت و رازق کل مرزوقات رزق رسانندہ رزق وعدہ موافق نص وحدیث و آیات جن و انس وطیور رازق مطلق خالق۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ،

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا [2]

# نعت

درود و ثنا محدود بر سید السادات ہزاران ہزار بی شمار باد۔

---

[1] سورۃ النور، ۲۴ : ۳۵ [2] سورۃ ہود، ۱۱ : ۶

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

# حمد

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال یوں ہے کہ گویا ایک طاق ہے، جس کے اندر چراغ روشن ہے۔ اور چراغ ایک قندیل اور چمنی میں لگا ہوا ہے (چراغ کی روشنی کی تو بات ہی کیا ہے) اس کی چمنی کا یہ حال ہے کہ وہ ایک روشن ستارے کی طرح نور چراغ اسم اللہ ذات سے جگمگا رہی ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا جو تیل جلتا ہے، وہ زیتون ہے جو نہ مشرق میں ہوتا ہے اور نہ مغرب میں (بلکہ خاص عرب میں) اور جس کا تیل (اپنی صفائی کے سبب سے) روشن ہے۔ اگرچہ اس میں آگ نہیں لگی ہے۔ (گویا) روشنی پر روشنی ہے۔ اللہ اپنی روشنی کی راہ دکھلا دیتا ہے، جسے چاہتا ہے اور اللہ لوگوں کو مثالیں دے کر سمجھاتا ہے، کیونکہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اُسی کے نور سے کل مخلوقات نے ظہور پایا ہے۔ اور وہ تمام مخلوق کا رازق اور رزق پہنچانے والا ہے۔ وہ خالق رازق مطلق نص و احادیث اور آیات قرآنی کے وعدوں کے مطابق جن و انس اور چرند و پرند کو رزق بہم پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

"کوئی چلنے والا (جاندار) زمین پر ایسا نہیں، جس کی روزی کا ذمہ دار خدا نہ ہو"

# نعت

اور ہزاروں ہزار، بلکہ بے شمار ثنا محدود درود و سلام اس سید السادات رسول رب العالمین خاتم المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس کی نسبت

قولہٗ تعالیٰ :

اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْکَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ [1]

اما بعد میگوید مصنف باہُوؒ ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شور چند کلمات از تصور اسم اللہ ذات بآیات تفسیر باتاثیر مشاہدہ معرفت الٰہی نور اللہ وصال لازوال و مجلس مشرف حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب سلک سلوک اسم اللہ صحیح ذات و ذکر موافق نص حدیث و آیات تسبیح بحکم خدا و اجازت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم این کتاب را مجالستہ النبیؐ نام نہادہ و خطاب دادہ شد۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ [2]

آنست کہ دوام در مطالعہ نص و حدیث و علم فقہ و تفسیر و تلاوت قرآن۔

بدانکہ ہر کہ این کتاب را تمامیت سیر کند تمامیت مشاہدۂ معرفت اسرارِ الٰہی نامتناہی رُخ نماید، بلکہ ہر کہ این کتاب را دوام در مطالعہ دارد شب و روز بخواند، آنرا احتیاج بمرشد ظاہری نماند، از برای آنکہ از تاثیر مطالعہ تصنیف صاحب تاثیر مطالعہ کند روشن ضمیر دد در باطن بیشک

---

[1] سورہ توبہ ۹، ۳۳ [2] الحدیث



خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

"خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ دین حق کو کل ادیان پر غلبہ دے، گو مشرک لوگ اسے پسند نہ کریں اور آپ کے آل و اصحاب بہر جو دین کے مددگار اور آپ کے سچے حامی تھے" رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

## وجہ تصنیف

حمد و نعت کے بعد مصنف کتاب فقیر باہُوؒ ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شور کوٹ جمیع ارباب ہمت کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ بندہ نے یہ چند کلمات تصور اسم اللہ ذات با آیات تفسیر باتاثیر اور مشاہدہ معرفت انوار الٰہی لازوال اور مجلس مشرف حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب سلک سلوک اسم اللہ صحیح ذات اور ذکر سے متعلق موافق نص و احادیث و آیات کے بحکم الٰہی و باجازت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک رسالہ کی صورت میں لکھے، جس کا نام بندے نے مجالستہ النبیؐ رکھا اور خطاب دیا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :-

" فقرار کی زبان خدا کی تلوار ہے "

فقر کی زبان کو یہ مرتبہ اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب کہ وہ ہمیشہ تلاوت قرآن مجید کرتا رہے اور نص و حدیث اور علم فقہ و تفسیر کے مطالعہ میں رہا کرے۔

## اس رسالہ کے پڑھنے والے کو اس سے منفعت پہنچنا

اے طالب صادق! جان لے کہ جو شخص مکمل طور پر اس رسالہ کو پڑھا کرے گا، مشاہدۂ معرفت اسرار نامتناہی کامل طور پر اس کی طرف رُخ کریگا، بلکہ جو شخص کہ ہمیشہ اس کو اپنے مطالعہ میں شب و روز پڑھا کرے گا، تو اسے مرشد ظاہری کی احتیاج نہیں رہے گی، کیونکہ جو شخص کہ صاحب تاثیر کی تصنیف و تالیف کا مطالعہ کرتا ہے، وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور باطن میں

نظر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضور منظور گردد و از پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم تلقین دست بیعت یابد و از تعلیم تلقین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کشف الاکشاف احوالات طبقات مکشوف گردد۔ و ہیچ پردہ نماند و درین کتاب آنچہ کلام اللہ از قدرت الٰہی علم لدنی و الہام از پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم و از حضور نور معرفت اِلَّا اللہ مغفور کلام الہام شنوندہ و پیغام از محمد رسول اللہ نویسندہ و بخواندن این کتاب تحصیل علم عیانی و بخواندن این کتاب فضل رحمانی علم فیض حاصل گردد، بلکہ این نسخہ فتویٰ فنا نفس از مطالعہ معرفت الٰہی فیض فرحت روح ریح بذکر اللہ زندہ قلب دوام تسبیح اللہ۔ پس درو ہوا ماند نہ ہوس۔ بجہت امداد و ہدایت طالبان تعلیم و تلقین بموافق نص و حدیث و قرآن مجید کلام کشف القلوب تمام حال احوال جمعیت خلق اللہ خیر خلق اللہ کہ خلق اللہ طالب اللہ است۔ باین مطالب دوام مجلس حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و در یافتن معرفت ابتدا و انتہا ہمیشہ و کہ جاودانی مقصود است۔

## بیت

معرفت سریست ز اسرار خدا عارفان را شد نصیب از مصطفیٰؐ

بدانکہ عارف باللہ از دو حالت خالی نباشد۔ چون عارف باللہ بیدار اند بر طاعت و بندگی ہشیار اند۔ چون عارف باللہ در خواب مشاہدہ غرق



جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ سے بے شک منظور نظر ہو جاتا ہے۔ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچ کر آپ سے تعلیم و تلقین اور دست بیعت حاصل کرتا ہے۔ پھر جب وہ آپ کی تعلیم و تلقین حاصل کر لیتا ہے، تو صاحب کشف اسرار ہو جاتا ہے۔ کل منازل و مقامات و طبقات کے احوال اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور درمیان میں اب کوئی پردہ حائل نہیں رہتا۔ اور اس کتاب میں قدرت الٰہی سے جو کچھ ہے، وہ کلام اللہ، حدیث نبوی، علم لدنی، الہام اور نور معرفت الا اللہ کے حضور سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے علم عیانی اور علم فضل رحمانی کا فیض حاصل ہوگا۔ بلکہ یہ وہ رسالہ ہے، جس کے پڑھنے اور اسے اپنے مطالعہ میں رکھنے سے فتویٰ فنائے نفس اور معرفت الٰہی اور ذکر اللہ اور فیض فرحت روح اور زندہ دلی حاصل ہوگی اور وہ اس کے پڑھنے سے ہمیشہ اذکار و افکار و تسبیح الٰہی میں رہا کرے گا۔ اور اب نہ اس میں نفسانی خواہشات رہیں گی اور نہ ہوس۔ اور طالبان صادق کی امداد کرنے اور انہیں راہ ہدایت پر لانے اور موافق نص و حدیث و قرآن مجید کے انہیں تعلیم و تلقین کرنے کے لیے اس کے مطالعہ سے مقام کشف القلوب حاصل ہوگا۔ اور خلق اللہ کی جمعیت کے تمام حال احوال اللہ تعالیٰ کی خلقت کی بھلائی پر منتج ہوں گے، کیونکہ اللہ کا طالب اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے۔ ان مطالب کے ساتھ دوامی حضوری مجلس محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام و حال و احوال معرفت ابتدا و انتہا معلوم ہو کر ہمیشہ و حقیقی کہ مقصود جاودانی ہے، حاصل ہوگا۔

## بیت

معرفت اسرار خداوندی کے رازوں میں سے ایک راز ہے، جو عارفوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے نصیب ہوتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ عارف باللہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا۔ جب عارف باللہ بیدار ہوتا ہے، تو عبادت و بندگی میں ہوشیار رہتا ہے۔

باآداب۔ این مرتبہ ظاہر و باطن بہ برکت و دولت شریعت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منصف، حق شناس، عادل و در خلق اللہ امین کہ جان و مال فی سبیل اللہ تصرف بر دین محمدؐ علیہ السلام۔

# ابیات

روز و شب در طلب نبویؐ باحضور
مرد مرشد میرساند خاص نور

ہر کہ منکر میشود زین خاص راہ
عاقبت کافر شود با رُو سیاہ

مرشد کامل بود صاحب قلب
مرشد ناقص بود ہمچون کلب

مرشد کامل بود از دل خروش
مرشد ناقص بود با خود فروش

در فنای نفس باھُوؒ ہر زمان
ذکر فکر و غرق فی اللہ در امان

ہر آنکہ متقی و عارف آنرا گویند کہ اول نفس دلو مست را زنجیر طاعت سلیمانی و دوام در گلو اندازد و در زندان فنا فی ہُو و در تصور اسم اللہ ذات محو سازد و بعد از آن مشعل شعلہ نور ایمان روشن ضمیر بر نفس امیر گردد و بروی پنج مقام بکشاید۔

اول مقام نفی۔
دوم مقام اثبات۔



اور اگر وہ خواب میں ہوتا ہے، تو مشاہدہ میں غرق ہو کر باادب رہتا ہے۔ یہ مرتبہ ظاہر و باطن میں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ جو انسان کو منصف مزاج، حق شناس و عادل بنا دیتی ہے۔ اور ادائے حق اللہ اور ادائے خلق اللہ کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ اور اب فقیر دین محمدیؐ پر چلتے ہوئے اپنی جان و مال کو راہ خدا میں صرف کرنے لگتا ہے۔

# ابیات

دن رات مجلس نبویؐ کی حضوری کی طلب میں رہ۔ کامل مرشد خاص نور تک پہنچاتا ہے۔
جو شخص اس راہ سے منکر ہو جائے، وہ رُوسیاہ آخر کو کافر ہو جاتا ہے۔
مرشد کامل صاحب دل ہوتا ہے، مگر مرشد ناقص کتے کی طرح ہوتا ہے۔
مرشد کامل تہ دل سے ہمدردی کرتا ہے۔ مرشد ناقص خود فروش ہوتا ہے۔
باہُوؒ فنائے نفس کی وجہ سے ہر دم ذکر و فکر فی اللہ میں غرق رہ کر (ہر طرح سے) امن میں ہے۔

# عارف کسے کہتے ہیں؟

(اے طالب صادق!) تو جان لے کہ متقی و عارف باللہ اسے کہتے ہیں کہ اول نفس دیو مست کی گردن میں ہمیشہ طاعت و عبادت کی زنجیر ڈالے اور اسے فنا فی اللہ کے قید خانہ میں رکھے، بلکہ تصور اسم اللہ ذات میں اسے ملیامیٹ کر دے اور اس کے بعد فقیر مشعل نور ایمان و یقین سے روشن ضمیر ہو کر نفس پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور اس پر پانچ مقام کشادہ ہو جاتے ہیں۔

اول مقام نفی۔
دوم مقام اثبات۔

سوم مقام تصور اسم اللہ ذات۔

چہارم مقام تلاوت قرآن۔

پنجم مقام خواندن دعای سیفی بہ اسمار بلا رجعت ولازوال بلکہ اینست حضور قبور لائق ارشاد و طالب اللہ در نظر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منظور باطن معمور و عالم فاضل عاقل اہل دانش آنست کہ نفس را سر راست گرداند و از ہر بلا امتحان کند۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ؛

إِنَّ اللّٰهَ يُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْبَلَاءِ كَمَا يُجَرِّبُ الذَّهَبُ الْفِضَّةَ بِالنَّارِ [1]

و از نفس ہیچ بلا سخت تر و بد تر نباشد از برای تابع کردن بیماری نفس طبیب القلوب باید کہ نفس وقت سیری فرعون است و وقت گرسنگی سگ دیوانہ است و وقت شہوت بی عقل و بی شعور، چنانچہ چارپایہ وقت سخاوت قارون است۔

## ابیات

ترا با نفس کافر کیش کاریست — بدام آور کہ این طرفہ شکاریست
اگر مار سیہ در آستین است — بہ از نفسی کہ با تو ہمنشین است

بدانکہ از تصور اسم اللہ تزکیہ نفس و روح مطمئنہ و قلب تصفیہ گیرد و

[1] الحدیث۔



سوم مقام تصور اسم اللہ ذات۔

چہارم مقام تلاوت قرآن۔

پنجم بلا رجعت ولازوال اسمار کے ساتھ دعائے سیفی پڑھنے کا مقام ہے، بلکہ یہ مقام حضور قبور لائق ارشاد ہے۔ اس مقام پر طالب اللہ منظور نظر مجلس محمدی ہو جاتا ہے۔ اور اس کا باطن معمور ہو جاتا ہے۔ عالم، فاضل، عاقل اور دانش مند وہ ہے جو نفس کو درست کرے اور ہر ایک مصیبت اور بلا میں اس کا امتحان کرے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے :۔

"اللہ تعالیٰ مومنوں کو مصیبت اور بلاؤں سے اس طرح آزماتا ہے، جس طرح سونے اور چاندی کی آزمائش آگ سے ہوتی ہے۔"

مگر فقیر کے لیے نفس سے بڑھ کر کوئی مصیبت سخت تر اور بدتر نہیں ہے۔ نفس کی بیماری پر قابو پانے کے لیے طبیب القلوب کی ضرورت ہے، کیوں کہ نفس شکم سیری کے وقت فرعون (بے سامان) اور بھوک کے وقت دیوانہ کتا ہو جاتا ہے۔ اور شہوت و خواہش نفسانی کے وقت بے عقل و بے شعور ہو جاتا ہے۔ جس طرح سے کہ جانوروں کا حال ہے اور سخاوت کے وقت قارون بن جاتا ہے۔

## ابیات

تجھے کافر خصلت والے نفس سے واسطہ ہے۔ اسے اپنے جال میں پھنسا، کیونکہ یہ عجیب (اچھا) شکار ہے۔

تیری آستین میں کالے سانپ کا ہونا نفس (لعین) کی ہمنشینی سے بہتر ہے۔

## تزکیہ نفس و مقام قلب و روح وغیرہ کا بیان

اے طالب صادق! جان لے کہ تصور اسم اللہ ذات سے نفس کا تزکیہ

قلب از تصفیہ تجلّی روح گیرد و تجلّی روح تجلّی سِر گیرد۔ چون ہر چہار یکی گردد، صاحب نفس بر نفس امیر، اینست مراتب فنا فی اللہ فقیر۔

قولہ تعالیٰ ،

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ [١]

دانی کہ بجز دست بیعت مُرشد کامل خلاف نفس و یافتن احوالات نفس و در قید آوردن نفس خیلی مشکل و دشوار است اگرچہ تمام عمر ریاضت سر بسنگ زند، ہیچ سُود ندارد از برای آنکہ نفس بادشاہ است و شیطان وزیر معترب نفس است۔

قولہ تعالیٰ ،

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ [٢]

اوّل مُرشد کامل این ہر دو دیو را از وجود یک دیگر جُدا کند۔ چون طالب اللہ از معصیت شیطانی و ہوای نفسانی خلاص گردد، کُشتن این ہر دو را محض توفیق بحق رفیق طاعت ظاہری و باطنی بردارد۔ معلوم شُد کہ نفس از شیطان جُدا گردد و بیزار و شب و روز در آید و زبان کشاید بورد استغفار۔

قولہ تعالیٰ ،

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ [٣]

خلاف نفس شناختہ شود کہ نفس را از ذکر مرگ و مقام قبر و نظر بر

[١] سورۃ الکہف ، ١٨ ، ٣٥

[٢] سورۃ الجاثیہ ، ٤٥ ، ٢٣

[٣] سورۃ ہود ، ١١ ، ٨٨



سے خوبی مطمئنہ اور تصفیۂ قلب حاصل ہوتا ہے، اور تصفیۂ قلب سے تجلیۂ روح اور تجلیۂ روح سے تجلیۂ سِر حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ چاروں متفق ہو جاتے ہیں، اس وقت صاحب نفس نفس پر قادر ہو جاتا ہے (اور نفس اس کا تابعدار بن جاتا ہے)، یہ ہیں فقیر فنا فی اللہ کے مراتب۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"اور وہ اپنے باغ میں گیا اور وہ اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا"

اے طالب صادق! (تو جانتا ہے کہ خلاف نفس مُرشد کامل کے دست بیعت کے بغیر اور نفس کے احوال کو پانا اور نفس پر قابو پانا اور اسے قید کرنا نہایت مشکل اور دشوار ہے۔ اگرچہ کوئی تمام عمر ریاضت میں پتھر پر سر مارتا رہے (یعنی مشقتیں اور محنتیں اٹھاتا رہے)، مگر اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا، اس لیے کہ نفس بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور شیطان (گویا) نفس کا وزیر مقرب ہے (جب وجود میں نفس بادشاہ ہو جاتا ہے، تو پھر وہ صاحب نفس کا معبود بن جاتا ہے)۔

جیسا کہ خداوند کریم نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے :۔

"اے پیغمبر! بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا، جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے"

مُرشد کامل پہلے ان دونوں دیووں کو طالب کے وجود سے جُدا کرتا ہے جب طالب اللہ معصیت شیطانی اور خواہشات نفسانی سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ (تو وہ پھر مقرب الٰہی ہو جاتا ہے)، مگر ان دونوں کافروں کو مار ڈالنا توفیق الٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔ جس وقت طالب صادق ظاہری و باطنی طاعت و عبادت بجا لانے لگے، اس وقت جاننا چاہیے کہ نفس و شیطان اس کے وجود سے جُدا اور بیزار ہو گئے ہیں۔ دیگر وہ اس پر کہیں نازاں نہ ہو جائے، بلکہ چاہیے کہ شب و روز زبان پر استغفار کا ورد کرتا رہے اور کہتا رہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے :۔

"میں کچھ بھی نہیں کر سکتا، مگر صرف توفیق الٰہی کی مدد سے"

خلاف نفس کی شناخت یہ ہے کہ طالب کی نظر موت اور عذاب قبر اور

آخرت وحساب عرصات خدای تعالیٰ شناختہ میشود واز معرفت نور اللہ ذات غرق شود. ہر کہ نفس را شناخت، خود را از ہوا بیرون انداخت، ہر کہ خدا شناخت خود را در معرفت اللہ غرق ساخت۔

## بیت

ہیچ علمی بہتر از تفسیر نیست
ہیچ تغیری بہ از تاثیر نیست

بدانکہ علم مثل شیر است و معرفت الٰہی مانند مسکہ۔

## بیت

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کی بود بی شیر مسکہ کی بود بی پیر پیر[1]

## شرح مراقبہ

شرح مراقبہ با تحقیقات باطن کہ در و باطل شیطانی و خطرات نفسانی و وہمات از حادثات دنیا فانی نباشد و بذکر فکر صحیح و بکلمات تسبیح اینست

---

[1] مثنوی معنوی مولوی۔



میدانِ حشر اور حساب و کتاب پر ہو اور جو کوئی اسم اللہ ذات اور معرفت نورِ الٰہی میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور جس کسی نے نفس کو پہچان لیا اور اپنے آپ کو ہوا و ہوس سے باہر نکال لیا اور جس کسی نے خدای تعالیٰ کو پہچان لیا، اس نے اپنے آپ کو معرفتِ الٰہی میں غرق کر لیا۔

## بیت

(دنیا میں) کوئی علم تفسیر سے بہتر نہیں ہے اور کوئی تغیر تاثیر (دل) سے بڑھ کر نہیں ہے۔

## معرفت الٰہی کا علم سے حاصل ہونا اور علم ظاہر و باطن کی تمثیل

اے طالبِ حقیقی! جان لے کہ علم بمنزلہ دُودھ کے ہے اور معرفت بمنزلہ مکھن کے ہے، یعنی جس طرح کہ مکھن دُودھ سے نکالا جاتا ہے، اسی طرح علم سے معرفت الٰہی حاصل ہو سکتی ہے۔

## بیت

علم باطن مکھن کی طرح اور علم ظاہر دُودھ کی مانند ہے۔ مکھن دُودھ کے بغیر نہیں ہوتا اور بغیر پیر کے پیر کیسے ہو سکتا ہے؟

## مراقبہ کی تفصیل

مراقبہ کی تفصیل اور اس کی تحقیقات باطن کہ اس میں خطرات نفسانی اور باطل توہمات شیطانی اور خیالات دُنیائے فانی پیدا نہ ہوں، بلکہ ہمیشہ صاحب مراقبہ

چون طالب اللہ متوجہ باطن باشتغال اللہ شروع کند میباید کہ وقت شروع اوّل سہ بار تسمیہ بخواند بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ و سہ مرتبہ درود شریف بخواند و سہ بار آیۃ الکرسی بخواند و سہ مرتبہ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ[1] و سہ مرتبہ چہار قل بخواند و سہ مرتبہ سورۃ فاتحہ بخواند و سہ مرتبہ استغفار و سہ مرتبہ کلمۂ تمجید و سہ بار کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بخواند و نظر بر اسم اللہ ذات و بر اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدارد، بعد ازان چشم پوشد و نیت بر مجلس انبیاء و اولیاء اللہ و معرفت اِلَّا اللّٰہُ بدارد۔ مرشد کامل برفاقت خود بی شک رساند۔ المطلب آنکہ در باطن مجلس انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ مذکور تلاوت قرآن و آنکہ ذکر رحمان و حدیث نبوی و قدسی بیان اقرار باعتبار باشد۔ چون بعد از چند روز طالب اللہ باتوفیق حق ہریک ارواح انبیاءؑ و اصحابؓ و اولیاء اللہ آشنا شوند، پس احتیاج حصار ظاہری و باطنی نماند کہ طالب حق بحق رسید یا آنکہ طالب اللہ بر دل نقش اسم اللہ و اسم للہ و اسم لہٗ و اسم ہو و اسم محمد رسول اللہ ہر وقت کہ متوجہ بدل شود خوشخط اسماء پاک و حروف نوشتہ می بیند۔ چون در تصور تصرف در آید تجلیات ربانی کشاید و آنچہ خواہد از لوح ضمیر دریابد، بلکہ لوح محفوظ را بر لوح ضمیر یک نکتہ نماید و ہر علم علوم ظاہری و باطنی الہام علم لدنی از لوح ضمیر میکشاید۔ این مراتب جنتری عارف است۔

عجب دارم ازان قوم کہ دعوی کنند فنا فی الشیخ و در مقام فنا فی الشیطان و دعوی کنند فنا فی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم و در مقام مردہ اند

---

[1] سورۂ یٰسین ۳۶ : ۵۸

صحیح ذکر و فکر اور تسبیح میں رہا کرے۔ اس طرح سے ہے کہ جب طالب اللہ باطن کی طرف توجہ کرے، تو اس کو چاہیے کہ شغل و اشتغال باطنی شروع کرنے سے پہلے تین دفعہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور تین دفعہ درود شریف۔ اور تین دفعہ آیت الکرسی اور تین دفعہ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ اور تین دفعہ چاروں قل اور تین دفعہ سورۃ فاتحہ اور تین دفعہ استغفار اور تین دفعہ کلمۂ تمجید اور تین دفعہ کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پڑھے اور کلمۂ طیبہ پڑھتے وقت اسم اللہ ذات اور اسم محمدؐ پر نظر رکھے، بعد ازاں آنکھیں بند کر کے مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ اور معرفت اِلَّا اللّٰہُ کی نیت کرے، بے شک مرشد کامل اپنی رفاقت سے حضور میں پہنچا دے گا۔ مطلب یہ کہ باطن میں حضور مجلس انبیاءؑ و اولیاء اللہ اور تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی اور مطالعۂ حدیث نبویؐ اور حدیث قدسی کا بیان معتبر ٹھہرے گا۔ جب چند روز کے بعد طالب مولیٰ توفیق الٰہی سے انبیاءؑ و اصحابؓ و اولیاء اللہ کی ارواح سے مانوس ہو جائے گا، تو پھر ظاہری و باطنی حصار کی احتیاج نہیں رہے گی، کیونکہ طالب حق حق کو پالے گا۔ یا یہ کہ طالب اللہ کے دل پر اسم اللہ، اسم للہ و اسم لہٗ و اسم ہو و اسم محمد رسول اللہ کا تصور جم جائے گا۔ اور کلمۂ طیبہ کے حروف اس کے دل پر نقش ہو جائیں گے جس وقت وہ اپنے دل کی طرف توجہ کرے گا، تو اسماء پاک و حروف کو نہایت خوشخط اپنے دل میں لکھا دیکھے گا۔ (اور) جب کوئی تصور تصرف میں مشغول ہوتا ہے۔ تجلیات ربانی اس پر ظاہر ہوتی ہیں اور جو کچھ چاہتا ہے، لوح ضمیر سے اُسے حاصل ہوتا ہے، بلکہ لوح ضمیر پر لوح محفوظ ایک نکتہ دکھائی دیتا ہے۔ اور علوم باطنی و ظاہری کا ہر علم مثلاً الہام اور علم لدنی بھی لوح ضمیر سے کشادہ ہوتا ہے۔ یہ مراتب عارف جنتری کے ہیں۔

مجھے بڑا افسوس اور تعجب ہے ان لوگوں پر جو مقام فنا فی الشیخ کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر درحقیقت مقام فنا فی الشیطان میں ہوتے ہیں۔ یا مقام فنا فی الرسولؐ کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ مُردہ مُردار ہوتے ہیں۔ (مقام فنا فی الرسولؐ زندہ دل کا مقام ہے۔ مُردہ دل اس مقام کو نہیں پا سکتا) اسی طرح

مُردار مردود دعویٰ کنند مقام فنا فی اللہ آرا و در مقام فتنہ ماندہ اند مایۂ فساد۔

ومقام فنا فی الشیخ چیست؟ ومقام فنا فی محمد کرا گویند؟ و مقام فنا فی اللہ چہ طور معلوم می شود؟

مقام فنا فی الشیخ اینست چون طالب اللہ صورت شیخ در تصور تصرف در آرد و در باطن صورت شیخ حاضر شدہ ہر مقام کہ طالب خواست صورت شیخ دران مقام طالب اللہ را ببر رسانیست فنا فی الشیخ از طریق تحقیق والا صورت شیخ در تصور آوردن بُت پرستی است۔

ومقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آنست چون طالب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم را در تصور تصرف در آرد ہمہ دم ارواح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمعہ اصحاب کبارؓ حاضر شود۔ صاحب تصور را نبی اللہ در بغل گیرد و در وجود او خوی بوی خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گردد و از باطل کلیہ میسر آید۔

ومقام فنا فی اللہ اینست کہ اسم اللہ جل جلالہٗ را در تصور تصرف بگیرد و اسم اللہ در وجود چنان تاثیر کند کہ از سر تا قدم معرفت الٰہی و وحدت عظیم نور اللہ شود و اگر غوطہ خورد از ازل تا ابد خبر ندارد۔ این نیز عطا از مرشد کامل است۔

کسیکہ برین راہ حق فقر باطن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شک آرد و در شک افتد، بی شک کافر مردود گردد۔ نعوذ باللہ منہ۔ ہر کہ بدین طریق راہ باطن حق نداند او بر باطل است۔

ان لوگوں پر بھی افسوس و تعجب ہے، جو مردود مقام فنا فی اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن (در حقیقت) مقام فتنہ و فساد میں پڑے رہتے ہیں۔

## مقام فنا فی الشیخ و مقام فنا فی الرسولؐ کی شناخت

اور (جاننا چاہیے کہ) مقام فنا فی الشیخ کیا ہے؟ اور مقام فنا فی الرسولؐ کس کو کہتے ہیں؟ اور مقام فنا فی اللہ کس طرح معلوم ہوتا ہے؟ (یعنی ان مقامات کو کس طرح پہچاننا چاہیے)۔

مقام فنا فی الشیخ یہ ہے کہ جب طالب اللہ صورت شیخ کا تصور کرے، تو صورت شیخ حاضر ہو کر طالب کو جس مقام پر چاہے، صورت شیخ اس مقام پر طالب اللہ کو پہنچا دے۔ تحقیق کے لحاظ سے مقام فنا فی الشیخ اُسے کہتے ہیں۔ ورنہ شیخ کی صورت کا تصور میں لانا بُت پرستی ہے۔

اور مقام فنا فی الرسولؐ یہ ہے کہ جب طالب اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور کرے، تو فوراً مجلس محمدیؐ میں بمع اصحاب کبارؓ حاضر ہو جائے۔ اور صاحب تصور (طالب) جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت سے مشرف ہو، اور اس کے اخلاق و عادات میں خلق محمدیؐ کی خوشبو پیدا ہو جائے۔ اور (اس کا نفس) باطل سے بالکل جدا ہو جائے۔

اور مقام فنا فی اللہ یہ ہے کہ طالب اللہ جب اسم اللہ کا تصور کرے، تو اسم اللہ اس کے وجود میں ایسا اثر کرے کہ اس کا وجود سر سے قدم تک معرفت الٰہی سے پُر ہو جائے۔ اور اس میں نور اللہ کی عظیم وحدت جلوہ گر ہو۔ اور اگر معرفت کے دریا میں غوطہ لگائے، تو ازل سے ابد تک مدہوش رہے۔ یہ بھی عطائے مرشد کامل سے ہے۔

جو شخص کہ اس راہ حق میں جو کہ فقر باطن محمدیؐ ہے، شک کرے اور شک میں پڑ جائے، وہ بے شک کافر و مردود ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ جو شخص کہ اس طریقہ سے راہ باطن حق نہ جانے، وہ باطل پر ہے۔

وانکہ نفس بخواندن علم وبطاعت ریاضت ظاہری نفس را بسیار لذت وحلاوت پیدا میشود ونفس خوشوقت گردد از نام وناموس ورجوعات خلق نفس فربہ میشود وفرحت گیرد ونفس از تصور تاثیر اسم اللہ ذکر فکر معرفت اِلَّا اللّٰہ واستغراق مراقبہ متوجہ شدن بحضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از راہ باطنی نفس را زہر تلخ نماید واختیار نکند نفس آنرا۔ حکمت اینست کہ از تصور اسم اللہ ذات واز معرفت اللہ واز فکر حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در وجود آدمی نور راز مع اللہ وحدانیت پیدا میشود کہ آن مطلق حضور با پروردگار والہام مذکور در دل ومعرفت الٰہی پیدا میشود۔

وانکہ بحضور قرب اللہ قہر بر نفس است یعنی ادب وخوی وحیا وعلم باطن صفا مخلص مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس این چنین حضوری نفس را قید محاسبہ عدل باطنی تحقق گویند۔

بدانکہ نفس عارفان وقت سیری در شکر وثنا نعمت اللہ باشد ووقت گرسنگی در صبر با ذکر وفکر غنی بحضور مجلس نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با مشاہدۂ نور اللہ معرفت استغراق با جمعیت است۔ چنانچہ جمعیت وآرام وقرار ماہی را در آب ووقت سخاوت کریم با کرامت وعظمت وشفقت بہر خلق اللہ ووقت شہوت با شعور فنا فی اللہ حضور بمدنظر اللہ منظور وباحیا فارغ از شہوت وزنا وہوا ونفس را از ہوا باز دارد از ترس خدا۔

قولہٗ تعالیٰ :

(اے طالب صادق!) تو جان لے کہ علم پڑھنے اور عبادت وریاضت ظاہری کرنے سے نفس بہت محظوظ ہوتا ہے اور حلاوت پاتا ہے۔ ناموری اور رجوعات خلق سے خوش ہو کر موٹا ہو جاتا ہے اور خوش وخرم ہوتا ہے اور تصور تاثیر اسم اللہ اور ذکر وفکر، غرق استغراق، معرفت اِلَّا اللّٰہ اور مراقبہ سے بھاگتا ہے اور حضوری مجلس محمدیؐ اور راہ باطنی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ راہ باطنی اس کے حق میں زہر قاتل کا حکم رکھتی ہے اور نفس اس کو اختیار نہیں کرتا۔ حکمت یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات اور معرفت الٰہی اور حضوری مجلس محمدیؐ کے فکر سے انسان کے وجود میں نور توحید اور راز مع اللہ پیدا ہو۔ جس سے معرفت الٰہی ومرتبۂ الہام مذکور اور حضور مطلق با پروردگار حاصل ہوتا ہے۔

(اے طالب صادق!) تو جان لے کہ حضور قرب الٰہی سے نفس مقہور ہوتا ہے یعنی ادب، خو اور حیا وعلم وصفائی باطن وخلوص واخلاص مجلس محمدیؐ نفس کو قید اور محاسبہ میں ڈالتی ہے۔ باطنی عدل وانصاف تحقیق وجستجو سے عبارت ہے۔

واضح رہے کہ عارفوں کا نفس شکم سیری کے وقت شکر وثنائے نعمت الٰہی میں رہتا ہے۔ اور بھوک کے وقت صبر اور ذکر وفکر سے غنی اور بے پرواہ رہتا ہے۔ اور حضور مجلس محمدیؐ میں مشاہدۂ انوار الٰہی سے غرق معرفت الٰہی ہو کر جمعیت کلی حاصل کرتا ہے۔ (غرق اور استغراق کے بغیر اسے قرار نہیں ہوتا) جس طرح سے کہ مچھلی دریا میں تسکین وآرام وقرار پاتی ہے (اور خشکی میں ہلاک ہو جاتی ہے) اور سخاوت کے وقت ان کا نفس اولوالعزمی اور ہمت وکرامت سے کام لیتا ہے۔ خلق اللہ پر (ماں اور باپ سے) زیادہ شفیق رہتا ہے۔ شہوت وخواہش نفسانی کے وقت باشعور رہتا ہے۔ مقام فنا فی اللہ اور مقام حضور کو مدنظر رکھتا ہے۔ اسی لیے اللہ کا منظور نظر اور صاحب حیا ہونے کی وجہ سے شہوت وزنا وخواہش نفسانی سے دور رہتا ہے۔ اور محض لوجہ اللہ اور خوف خدا کے سبب سے ہوا وہوس سے باز رہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ؕ[1]

عارفان را اللہ تعالیٰ چنان توفیق و قوت از طریقۂ تحقیق دادہ است ذوق و محبت الٰہی خاص کہ روشن ضمیر اینست فقیر بر نفس امیر۔

## ابیات

اگر نفس تو با تو یار باشد — بترس از وی کجا دیندار باشد
مشو ایمن ز نفسی کو بجان است — کہ او خود دشمن ہر دو جہان است

بدانکہ در وجود آدمی چہار چیز است۔ نفس و قلب و روح و سرِ باری تعالیٰ۔ نفس و اہل نفس را از ذکر دنیا ہوا شناختہ میشود و قلب و صاحب قلب را از ذکر باطنی صفا با استغراق باطنی شناختہ میشود و روح و صاحب روح را از ذکر، تلاوت قرآن و احادیث و مسائل فقہ شناختہ میشود و سِر و صاحب سِرِ باری تعالیٰ را از مشاہدۂ معرفت الٰہی شناختہ میشود۔ الغرض آنکہ آدمی در قید دہ دیو است۔

## ابیات

دہ دیو ہر آدمی را بشناس — ہر یکی را بستہ کن فہم از قیاس
تہ در آید قید بستن دیو شکم — ہر کہ بندد دیوآن را نیست غم

[1] سورہ النّٰزعٰت، ۷۹ : ۴۰ – ۴۱

"اور جو کوئی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشوں سے روکا، پس اس کا ٹھکانا جنت ہے۔"

عارفوں کو اللہ تعالیٰ طریق تحقیق سے اس قدر قوت اور توفیق عطا کرتا ہے کہ وہ خاص ذوق و شوق و محبت میں رہ کر روشن ضمیری حاصل کرتے ہیں۔ اس قسم کے فقیر نفس پر غالب رہتے ہیں۔

## ابیات

اگر تیرا نفس تمہارا دوست ہے، تو اس سے ڈر، کیوں کہ وہ دیندار نہیں۔

اس نفس سے اپنے آپ کو محفوظ مت سمجھ، کیونکہ وہ روح میں رچ بس جاتا ہے۔ وہ نہ صرف تمہارا دشمن ہے، بلکہ دونوں جہاں کا دشمن ہے۔

اے طالب صادق! تو جان لے کہ انسان کے وجود میں چار چیزیں ہیں۔ نفس، قلب، روح اور سرِ باری تعالیٰ۔ نفس اور اہل نفس، خواہشات نفسانی اور ذکر دنیا سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور قلب و اہل قلب، ذکر الٰہی اور صفائی باطنی اور استغراق باطنی سے پہچانے جاتے ہیں اور روح و صاحب روح، ذکر، تلاوت قرآن، احادیث، مسائل فقہ اور سِر و صاحب سِر باری تعالیٰ مشاہدۂ معرفت الٰہی سے پہچانے جاتے ہیں۔ الغرض آدمی دس شیاطین کے قبضے میں ہے۔

## ابیات

ہر آدمی کے دس شیاطین کو پہچانتا رہ۔ تو ہر ایک کو فہم و قیاس سے مقید کر۔

شیطان شکم قبضۂ قدرت میں نہیں آتا۔ جو شیاطین کو مقید کر لیتا ہے، اس کو کوئی غم نہیں ہے۔

بر نفس آنکس غالب شود کہ ہمیشہ با نفس عدل محاسبہ از راہ راستی بکند و عدل نیز بر دو قسم است، چنانچہ عدل ظاہر موافق مسئلہ لازم است بر گردن قاضی و ظلّ اللہ۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:۔
عَدْلُ السَّاعَةِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ[۱]

و عدل باطن محاسبہ نفس بر گردن اہل اللہ است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔
تَفَکُّرُ السَّاعَةِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ[۲]

اصل محاسبہ نفس را ذکر فکر است آفرین باد بر آن ظلّ اللہ کہ بروز عدل بکند با خلق اللہ وازوبہ نفع میرسند و ہر شب عدل کند بر نفس آن ولی اللہ۔

قولہ تعالیٰ:
وَجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّھَارَ مَعَاشًا[۳]

معیشت روز بہ جنگ و حرب تعلق دارد۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:۔
رَجَعْنَا مِنْ جِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلٰی جِھَادِ الْاَکْبَرِ[۴]

شیطان سگیست کہ خدای تعالیٰ بر تو مسلط کردہ است پس اگر با محاربہ بغیر او مشغول شوی، وقت خود را ضائع کردہ باشی۔ پس بازگشت کن بصاحب سگ

---

۱ حدیث ۲ زین العلم شرح عین العلم از ملا علی قاریؒ، کشف المحجوب ۳ سورۃ النبا، ۷۸: ۱۰-۱۱

۴ نقل از کتاب بیہقی والتشرف، ص ۲۹، کنوز الحقائق، ص ۹۰



مردانِ خدا کا شکم نور سے بھرا ہوا ہے۔ ذکر و فکر و معرفت سے دل کی صفائی ہوتی ہے۔

نفس پر وہی آدمی غالب آسکتا ہے، جو کہ ہمیشہ نفس سے انصاف کرے اور صحیح طریق سے اس کا محاسبہ کرے۔ اور عدل بھی دو قسم پر ہے۔ مثلاً ایک عدل ظاہری جو کہ مسئلہ لازم کے مطابق ہے۔ جیسا کہ عدل قاضی و ظلّ الٰہی یعنی حاکم شرع کا۔

جنابِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔
"ایک گھڑی کا عدل دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے"

اور دوم عدل باطنی، عدل باطنی سے مراد اہل اللہ کی گردن پر نفس کا احتساب ہے۔ اسی کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔
"ایک گھڑی کی فکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے"

نفس کا اصل محاسبہ ذکر و فکر ہے۔ صد آفرین ہو اُس سایۂ خدا (بادشاہ) پر جو کہ دن کو خلق اللہ کے ساتھ عدل و انصاف کرتا ہے۔ اور اس سے لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے۔ اور ہر رات کو وہ ولی اللہ اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اس کے ساتھ عدل کرتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔
"ہم نے رات کو تمہارے لیے پردہ اور دن کو حصول معاش کا ذریعہ بنایا ہے"

معیشت روزی جنگ و حرب سے تعلق رکھتی ہے اور جنگ و حرب سے ہماری مراد یہ ہے۔

جیسا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔
"ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹے"

شیطان ایک کتا ہے جو کہ خدای تعالیٰ نے تجھ انسان پر اسے مسلط کیا ہے۔ پس اگر تو نفس و شیطان کو چھوڑ کر کسی اور سے جنگ و محاربہ کرے، تو وہ اپنا وقت ضائع کرے گا۔ پس تجھے چاہیے کہ سب سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع

کہ او ترا از و نگاہ دارد۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :-

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ[1]

این ہر دو مراتب در یک مرتبہ در آید۔ مراتب دوم سُنّت است کہ ہم خلق اللہ و ہم اہل اللہ۔

## بیت

نہ ہر سر بود لایق بادشاہی　　نہ ہر دل توان گفت گنج الٰہی

و گنجینۂ دل نتیجہ علم است۔

## بیت

علم را آموز اوّل بعد ازان اینجا بیا　　جاہلان را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا

[1] انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویہ از فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی، لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۴۴۹۔



کرے، جو تجھے نفس و شیطان سے محفوظ رکھے گا۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :-

"آدمیوں میں افضل وہی ہے، جو انہیں نفع پہنچائے"۔

یہ دونوں مراتب ایک مرتبہ میں آجاتے ہیں۔ (اور) دوسرا مرتبہ یعنی دین کا دوسرا حصہ سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا ہے، جس سے انسان خلق اللہ بھی اور اہل اللہ بھی بنتا ہے۔ (مگر سنّت نبویؐ پر کاربند ہونا ہر ایک کا کام نہیں، بلکہ یہ صرف جوانمردوں کا کام ہے)۔

## بیت

ہر ایک سر بادشاہی کے لائق نہیں ہوتا، اور نہ ہی ہر ایک دل خزانۂ الٰہی کہلا سکتا ہے۔

## فقیری بغیر علم کے مذموم ہے۔

اور گنجینۂ دل علم کا نتیجہ ہے۔ (اوّل طالب کو چاہیے کہ علم حاصل کرے اس کے بعد فقر کا ارادہ کرے۔ ورنہ جہالت سے وہ اس راہ میں گمراہ ہو جائے گا۔ چنانچہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے، "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ[1]" (علم کا سیکھنا ہر ایک مرد اور عورت پر فرض ہے)۔

## بیت

پہلے علم حاصل کرو۔ پھر اس (فقر کی) طرف آؤ۔ جاہلوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی جگہ نہیں ہے۔

[1] مشکوٰۃ شریف

بدانکه ہر راہی را شریعت رد کند آن راہ کفر ست. اصل شریعت نص و حدیث و قرآن است. و قرآن اسم اللہ و ذکر اللہ است.

## حدیث

ذِكْرُ اللّٰهِ فَرْضٌ مِنْ قَبْلِ كُلِّ فَرْضٍ [1]

## حدیث

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ [2]

و در وجود کسیکہ ذکر کلمۂ طیب تاثیر کند ہر آنکس از خود بیخود شود کلمۂ طیب وسیلہ پیشوا رہبر راہ رفیق تحقیق شدہ و بی شک بحضور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میبرد و دیدار پر انوار مشرف گرداند. ذاکر شدن نہ آسان کار و در ذکر عظیم سراسر مشاہدہ انوار پروردگار۔

بدانکہ ہر مقامات ذات و صفات از شریعت و احادیث و قرآن و اسم اللہ میکشاید از شریعت و قرآن و احادیث و از اسم اللہ چیزی بیرون نیست. ہر کہ محرم اسم اعظم و اسم ذات شد بمعرفت الٰہی رسید، عارف باللہ شد. ہر کہ منکر از شریعت و از قرآن و احادیث و اسم اعظم اللہ تعالیٰ و از معرفت الٰہی، نعمت اللہ محروم ماند و بی اعتقاد اگرچہ تمام عمر علم میخواند و میداند ہیچ فائدہ

---

[1] الحدیث [2] جامع الترمذی.



(اے طالب صادق!) تو جان لے کہ ہر اس راہ کو جس کو شریعت رد کر دے، وہ راہ کفر ہے. شریعت کی اصل نص و حدیث و قرآن ہے۔ اور (قرآن و حدیث کی) اصل اسم اللہ و ذکر اللہ ہے. جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

(اللہ کا ذکر تمام فرائض پر مقدم ہے :

## حدیث

دوسری حدیث میں آتا ہے :۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تمام اذکار سے افضل ہے۔

اور جس آدمی کے وجود میں کلمہ طیبہ کا ذکر اپنا اثر کرتا ہے، وہ شخص اپنے آپ سے گم ہو جاتا ہے. یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ کلمہ طیبہ وسیلہ اور پیشوا، رہبر اور رفیق راہ ہے. اور بے شک (وہ طالب کو) مقام حضور اور مجلس محمدی میں لے جا کر مشاہدات پر انوار سے شرف حاصل کراتا ہے۔ ذاکر اور شاغل ہونا کوئی آسان کام نہیں. اور اسم اعظم میں سراسر مشاہدۂ انوار پروردگار ہے۔

(طالب صادق!) جان لے کہ ہر ایک مقام ذات و صفات شریعت و احادیث و قرآن اور اسم اللہ ذات سے کھلتا ہے. شریعت و قرآن و احادیث اور اسم اللہ ذات سے باہر کوئی چیز نہیں ہے۔ جو شخص کہ اسم اعظم اور اسم ذات سے واقف ہوا وہ معرفت الٰہی میں پہنچ گیا. اور جو شخص کہ شریعت عزّا اور کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اللہ تعالےٰ کے اسم اعظم سے منکر ہوا، وہ معرفت الٰہی اور نعمت رحمانی سے محروم رہا. اور بے اعتقادی کے ساتھ اگر تمام عمر علم پڑھتا اور حاصل کرتا رہے، تو کچھ فائدہ نہیں. اس لیے کہ علم ہمیشہ عمل کے ساتھ ہی مفید ہوا کرتا ہے. اور علم

نداردکہ علم متفق عمل است وعلم قرآن آیات ۔

## حدیث

اِنَّ الْقُرْاٰنَ حُجَّۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَی الْخَلَائِقِ ۔[1]

آنچہ طلب کنی از قرآن بطلب وہر حقیقت کہ ہست درآن، چنانچہ معرفت الٰہی وحقیقت نفس وقلب وروح وسِرّ ۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ :

وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُہَآ اِلَّا ھُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ
الْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُہَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ
وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۔[2]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

اعتقاد الجہال کقنیب الحمار ۔[3]

بدانکہ چون دل گنجینۂ سِرّ اسرار بمشاہدہ نور اللہ ذکر اللہ معرفت الٰہی زندہ شود، در وجود آدمی دل درست بر صورت آدمی گردد ولباس اربع عناصر قلب قالب پوشد۔ چون حواس خمسہ دل بگشاید، خواس خمسہ ظاہر نفسانیت بستہ گردد کہ چشم باطن دل از تصور تاثیر اسم اللہ ذات از سر تا قدم قلب قالب را در قبض خود در آرد، بلکہ دل لباس روح پوشد۔ زندہ قلب را مراتب اینست ۔

---

[1] الحدیث

[2] سورہ الانعام ۶ : ۵۹ [3] الحدیث



قرآن اور آیات کریمہ کا (دوسرا) نام ہے ۔

## حدیث

"بے شک قرآن پاک خلائق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے ۔"

فقیر کو چاہیے کہ جو کچھ طلب کرے، اللہ جل شانہٗ سے طلب کرے۔ (کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل کرنے کی برکت سے اسے سب کچھ حاصل ہوگا) اور ہر حقیقت جو موجود ہے، وہ قرآن میں ہے مثلاً معرفت الٰہی، حقیقت نفس وقلب وروح وسِرّ ۔

تمام خزانوں اور مقاصد کی کنجیاں اس (خدا) کے قبضۂ قدرت میں ہیں جیسا کہ اس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے :

"اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ جنہیں اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور جو کچھ کہ خشکی وتری میں ہے، اُسے معلوم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا، مگر وہ اس کو جانتا ہے۔ اور کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں نہیں گرتا اور نہ کوئی رطب ویابس بات، مگر یہ کہ وہ سب کتاب مبین (قرآن شریف) میں درج ہے ۔"

رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

"جاہلوں کا اعتقاد گدھے کی رسی کی مانند ہوتا ہے ۔"

(اے طالب صادق!) تو جان لے کہ جب دل جو سِرّ اسرار کا خزانہ ہے، مشاہدۂ انوار، ذکر الٰہی اور معرفت الٰہی سے زندہ ہو جاتا ہے، تو دل آدمی کے وجود میں آدمی کی صورت پر درست ہو جاتا ہے۔ اور جسم اربع عناصر کا لباس قلب پر پہن لیتا ہے۔ (اور) جب حواس خمسۂ باطنی کشادہ اور حواس خمسۂ ظاہری (جو نفسانیت سے تعلق رکھتے ہیں) بند ہو جاتے ہیں، تو

از تصور تاثیر اسم اللہ ذات از سر تا قدم قلب قالب را در قبض خود در آرد، بلکہ دل لباس روح پوشد۔ زندہ قلب را مراتب اینست۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛-

يَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ ؎

مراد خسپیدن نہ خوابیدن دل است یعنی بہ دل غافل نباشد، دل بمولی باشد و مراد از خسپیدن روز ترک و محافظت از مردمان است کہ بتو باشند۔

## ابیات

چرا در زندگی ای دل نہ کوشی — چرا زین شربت شیرین نہ نوشی
چو دل زندہ شود ہرگز نہ میرد — دلی کہ بیدار شد خوابش نگیرد

چون قلب بدین طریق در خواب بیدار شود و در جنبش در آید و بنام

؎ صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف۔



# تصورِ اسم اللہ ذات کی تاثیر

تاثیر تصور اسم اللہ ذات سے دل کی باطنی آنکھ روشن ہو جاتی ہے قلب بدن کو سر تا قدم اپنے قبضے میں لے آتا ہے، بلکہ دل روح کا لباس پہن لیتا ہے۔ قلب زندہ کے یہ مراتب ہیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :-

"میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل نہیں سوتا۔"

سونے سے مراد دل کا سونا نہیں ہے (بلکہ مراد یہ ہے) کہ انسان کا دل غافل نہ ہو، دل مولا کے ساتھ مشغول رہے۔ اور سونے سے مراد لوگوں سے جو تمہارے ساتھ ہوں، محافظت اور ان کو ترک کرنا ہے۔ (جب انسان کو ذکر قلبی حاصل ہو جاتا ہے، تو وہ ہمیشہ خواہ سوتا ہو یا جاگتا ہو، ہر وقت یاد مولیٰ میں رہتا ہے)۔

## ابیات

اے دل! تو زندگی میں کوشش کیوں نہیں کرتا۔ اور اس کا یہ میٹھا شربت کیوں نہیں پیتا؟

جب دل (ذکر الٰہی سے) بیدار ہو جائے، تو وہ پھر کبھی نہیں مرتا۔ وہ دل جو بیدار ہو گیا، تو پھر اسے (کبھی) نیند نہیں آتی یعنی اس پر غفلت طاری نہیں ہوتی۔ وہ ہمیشہ ہوشیار رہتا ہے۔

## قلب سے خود بخود ذکر کا جاری ہونا

جب قلب اس طریق سے خواب میں بیدار ہو جاتا ہے اور جنبش میں آتا

اللہ تعالیٰ زبان کشاید یا اَللّٰہُ یا اَللّٰہُ یا اَللّٰہُ۔ از تاثیر صاحب قلب با مشاہدہ معرفت الٰہی وصال در آید۔ خدای تعالیٰ فخر میخورد و از کرم و لطف میفرماید کہ ای فرشتگان ببینید این بندہ دوست من کہ نزدیک خلق در خواب غفلت بردہ و بباطن چہ طور مرا یاد میکند و بذکر مشاہدہ رو بسوی من آوردہ، ہر بار کہ دل بندہ میگوید یا اللہ۔ خدای تعالیٰ میفرماید: لَبَّیْكَ عَبْدِیْ۔ بخواہ از من چہ میخواہی؟ آنچہ میخواہی بر تو عطا کنم۔

قولہ تعالیٰ:

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ[1]

ذاکر قلبی چہ طور معلوم میکند کہ من در خواب و قلب من بذکر مع اللہ جواب با صواب۔ ای مرد! ازین معلوم میباید کرد کہ چون ذکر قلبی در خواب رود و غرق بوحدانیت مع اللہ شود، بی شک آن را حضوری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و مجلس حضور منظور گردد۔ ہر کہ ازین احوالات مراتب ندارد، آنرا ذاکر قلبی نتوان گفت۔

بدانکہ چون قلب زندہ شود نفس بمیرد۔ یَحْیَی الْقَلْبُ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ اربع عناصر گشتہ شود۔

---

[1] سورہ البقرہ ۲، ۱۵۲



ہے۔ اور ذکر اللہ تعالیٰ سے اس کی زبان کھل جاتی ہے (تو صاف کہنے لگتا ہے) یَا اَللّٰہُ۔ یَا اَللّٰہُ۔ یَا اَللّٰہُ۔ اسی صاحب قلب کی تاثیر سے وہ مشاہدہ وصال معرفت الٰہی میں داخل ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس پر فخر کرتا ہے اور اپنے لطف و کرم سے فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے اس دوست بندے کو دیکھو کہ مخلوق کے نزدیک تو خواب غفلت میں ہے، مگر باطن میں وہ کس طرح مجھے یاد کرتا ہے۔ اور ذکر مشاہدہ میں (ہر حال میں) میری طرف رجوع کرتا ہے۔ (اور ہر وقت ہماری یاد میں مشغول رہتا ہے) اسی لیے ہر بار جب بندے کا دل اللہ کہتا ہے، تو خداوند تعالیٰ اسے جواب دیتا ہے۔ لَبَّیْكَ عَبْدِیْ (اے میرے بندے! میں حاضر ہوا) مجھ سے مانگ! کیا مانگتا ہے؟ جو کچھ تو چاہتا ہے، میں تجھے عطا کر دوں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے:۔
"پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا"

# ذکر قلبی کی شناخت

ذاکر قلبی کس طرح معلوم کرتا ہے کہ میں سو رہا ہوں اور میرا قلب جواب با صواب ذکر اللہ کے ساتھ مشغول ہے۔ اے مرد! اس کی تصدیق اس امر سے معلوم کی جا سکتی ہے کہ جب صاحب ذکر قلبی سوتا ہے، تو اس کا قلب غرق وحدانیت مع اللہ ہو کر بے شک مجلس محمدی میں پہنچتا اور منظور ہوتا ہے۔ جو شخص کہ ان احوال سے یہ مراتب نہ رکھے، اس کو ذاکر قلبی نہیں کہا جا سکتا۔

اے طالب صادق! تو جان لے کہ جب قلب زندہ ہو جاتا ہے، تو نفس مر جاتا ہے۔ اس کا نفس مر کر اربعہ عناصر میں مل جاتا ہے۔ (اور اس کا وجود ذکر اللہ سے پُر نور ہو جاتا ہے)

## بیت

چار بودم سہ شدم اکنون دوم    وز دوئی بگذشتم ویکتا شدم

اربع طیور این است خروس شہوت کبوتر ہوا طاؤس زینت زاغ حرص ذبح وکشتہ گرود بحکم این آیت ۔

قولہٗ تعالیٰ ،

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ، قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ، قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ، قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ، وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ [1]

ہرکہ باین مراتب رسد دل سلیم وبحق تسلیم ۔ این راہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بشریعت اشرف الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صراط المستقیم بموجب این آیت کریمہ :-

---

[1] سورہ البقرہ ۲۰ ، ۲۶۰



## بیت

پہلے میں چار چیزوں کا مجموعہ تھا ، پھر تین چیزوں کا مجموعہ رہ گیا ، اب دو سے مرکب ہوں اور پھر دوئی سے گزر کر یکتا ہو گیا ہوں ۔

## انسان کے وجود میں اربعہ عناصر کی تمثیل

(انسان کے وجود میں) اربعہ عناصر کی تمثیل اس طرح سے سمجھو کہ وہ گویا چار پرندے ہیں ، (کہ ذکر قلبی سے مر جاتے ہیں) اور وہ چار پرندے یہ ہیں :-

مرغ شہوت (آگ) ، کبوتر ہوا (ہوا) طاؤس زینت (پانی) زاغ حرص (خاک) ذکر اللہ سے یہ چاروں ذبح ہو کر فنا ہو جاتے ہیں ، اور اربعہ عناصر کا اس کے وجود میں کوئی اثر باقی نہیں رہتا ۔ اور اس کا وجود سراسر نور ہو جاتا ہے ۔ یہی چاروں پرندے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلے میں مذکور ہیں ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ بموجب اس آیہ کریمہ فرماتے ہیں ۔

"اور جب عرض کی ابراہیمؑ نے اے رب میرے مجھے دکھلا دے تو کیونکر مُردے زندہ کرے گا ۔ فرمایا ، کیا تجھے یقین نہیں ۔ عرض کی یقین کیوں نہیں ، مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو ۔ فرمایا ، اچھا ، چار اڑنے والے پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے ۔ پھر ان کو بلا ، وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے ، اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے ۔"

راہ حق اور شریعت محمدی علیٰ صاحب الصلوٰۃ والسلام یہ ہے ۔ جو شخص ان مراتب کو پہنچتا ہے ، راہ حق میں دل سلیم کے ساتھ سر بتسلیم خم ہوتا ہے ایسے ہی لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں :

قولہٗ تعالیٰ ،

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا [۱]

دانیکہ مقام علم الیقین دانش است یعنی علماء را الیقین بر علم است۔

## بیت

علم عین از عافیت باشد سخن      زاہد بی علم باشد راہ زن

دوئم مقام عین الیقین ازان پیش است یعنی مجذوب با حق بوحدت دیدن تجلی نور اللہ است مسرور خانہ ویران و عاقبت معمور است۔

سیوم مقام حق الیقین است۔ ہر کہ حق را یافت، باطن را از خود باطن ساخت۔ این را صاحب محبوب گویند کہ ظاہر با خلق و باطن با خالق اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ۔ تمام خبر از حلال و حرام و با نفس محاسبہ ہر صبح و شام بیزار از کفر و اخلاص با اسلام۔

مقام چہارم نور المبین مراتب مقام فنا فی اللہ بقا باللہ۔ اگر در مقام ہجر در آید تا بفرق از آتش بسوزد و اگر در وصال در آید حوصلہ وسیع ندارد، پریشان و غمگین شود و در

---

[۱] سورہ الکہف ، ۱۸ : ۲۸



اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رہو، جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں، تاکہ اُس کی رضامندی حاصل کریں، تم زینت دُنیا کے پیچھے جا کر ان کی پیروی نہ کرو، جن کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور جنہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور حد سے بڑھ گئے ؀

(اے طالب صادق !) تو جان لے کہ مقام علم الیقین مقام دانش و شعور ہے۔ یعنی علماء کا یقین علم پر ہوتا ہے۔ (اور فقراء کا یقین مشاہدہ پر ہوتا ہے) ۔

## بیت

علم عین کی عافیت سے ہوتی ہے۔ بے علم زاہد راہزن ہوتا ہے۔

دوسرے اسی لیے عین الیقین کا درجہ اس کے آگے ہے جیسا کہ مجذوب وحدتِ الٰہی میں غرق ہوتا ہے۔ اور تجلیات انوار الٰہی کے مشاہدہ میں (ہمیشہ) مسرور رہتا ہے۔ (بظاہر خانہ ویران اور (در حقیقت) معمور و آباد ہوتا ہے۔

تیسرا درجہ حق الیقین کا ہے۔ جس شخص نے کہ حق کو پایا، تو گویا اس نے اپنے باطن کو سنوار لیا۔ یہ شخص صاحب مقام محبوبیت کہلاتا ہے۔ اس کا ظاہر خلق کے ساتھ ہوتا ہے، لیکن باطن خالق کے ساتھ ہوتا ہے۔ "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وُہی وصال حق ہوتا ہے یعنی وُہی اللہ ہوتا ہے"۔ حلال کھاتا اور حرام سے بچتا رہتا ہے۔ شب و روز نفس کے ساتھ محاسبہ میں رہتا ہے۔ کفر سے بیزار، اسلام سے خلوص و اخلاص رکھتا ہے۔

چہارم مقام نُور المبین ہے، جو مقام مراتب فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔ اگر طالب کو اس مقام میں ہجر ہو، تو سرتک آتش (ہجر) سے سوختہ ہو جائے۔ پھر اگر وصال ہو، لیکن حوصلہ وسیع نہ ہو، تو وُہ پریشان اور غمگین ہو جاتا ہے۔ اور وصال میں غم کھانا شرک و کفر ہے۔ اور چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف لوٹ جائے، جیسا کہ حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز

وصال طلب کردن شرک وکفر است چہ خواہد از حق تعالیٰ باز گردد۔

قَالَ سَیِّدِ محی الدین جیلانی قدس اللہ سِرّہٗ ،

مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَۃَ بَعْدَ الْحُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ کَفَرَ وَاَشْرَکَ بِاللہِ تَعَالیٰ[1]

ہر کہ از مولیٰ روی بگرداند، ہر آنکس را ابلیس علیہ اللعنۃ خواند۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ

مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ[2]

بلکہ وصال ہم شرک است۔

## بیت

طالب وصال شدن غایت کوتہ نظریست ۔۔۔ دوست در دل چون مقیم است چہ ہجران چہ وصال

وزین دعویٰ خود پرستی میشود۔ چون ہر کہ باین احوالات رسد از مقامات است۔

وکسی را کہ از باطن کشائش کشف شود از راہ راستی محمدی آنست کہ از ذکر اللہ

و یا از ذکر نفی اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ بیک مرتبہ مقامات بر طالب اللہ غالب

آید، وجود حوصلہ وسیع باید کہ تجلی مقام رحمانی یعنی صرف ذات توحید ومقام تجلی

پیغمبری روحانی ومقام تجلی نفسانی ومقام تجلی شیطانی ومقام تجلی ذکر قلبی ومقام

تجلی روحی ومقام تجلی سری ومقام تجلی ملائک فرشتہ ومقام تجلی جنونیت جن

غائب عالم این مجموعہ مقامہا جزو وکل بیکبارگی در طریقت است کہ بر طالب اللہ

صادر گردند و تجلی نیز دو قسم است:۔

یکی نوری از نور اللہ و از نور نبی اللہ و از نور قلب و از نور روح و از نور

[1] معقولات غوثیہ، ص ۹۵ [2] سورہ الانعام ۶ : ۸۰



نے فرمایا ہے :۔

" جس نے حصول وصال کے بعد عبادت کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اگویا، اس نے کفر وشرک کیا "

جو کوئی مولیٰ سے روگردانی کرے، وہ ابلیس علیہ اللعنۃ کے مقام کو پہنچتا ہے۔

(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس شرک سے بیزاری کا اظہار کیا ہے)۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انکا قول بیان فرمایا ہے :۔

" میں نے صرف اسی ذات کی طرف رجوع کیا، جس نے سب سے یکسو ہو کر آسمان وزمین پیدا کیے۔ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں " بلکہ (طلب) وصال بھی شرک ہے۔

## بیت

وصال طلب کرنا بھی بڑی تنگ نظری ہے۔ جب دوست دل میں رہتا ہے، تو پھر جدائی اور وصال کا کیا مطلب ؟

(کیونکہ) اس دعویٰ میں خود پرستی ہوتی ہے ، جو شخص ان احوال کو پہنچتا ہے، وہ صاحب مقامات ہے اور جس شخص پر کہ راہ راستی محمدیؐ سے مقامات باطنی منکشف ہوتے ہیں، ذکر اسم اللہ ذات اور ذکر نفی اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے سبب سے ایک ہی مرتبہ اس طالب اللہ پر مقامات کا غلبہ ہوتا ہے مگر اس کے وجود میں حوصلہ وسیع ہونا چاہیے، کیونکہ طریقت میں مقام تجلی رحمانی یعنی تجلی صرف ذات توحید ومقام تجلی مجلس محمدیؐ روحانی ومقام تجلی نفسانی و مقام تجلی شیطانی ومقام تجلی ذکر قلبی و مقام تجلی ذکر روحی ومقام تجلی سری ومقام تجلی ملائک فرشتہ ومقام تجلی جنونیت جن غائب عالم وغیرہ ان جزو کل کے مقامات یکبارگی طالب اللہ پر صادر ہوتے ہیں۔ اور تجلی بھی دو قسم پر ہے۔

اول تجلی نوری، جو کہ نور الٰہی یا نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا نور قلب یا

بہتر و از نور فرشتگان و از نور خاکی اہل اسلام۔ چون این نورہا در وجود ظاہری
و باطنی مجموعہ شوند، جمعیت و ترک و توکل و صبر و شکر و شوق و قناعت دل
و توفیق طاعت و ذکر و فکر و محبت و فنا و بقا و غرق معرفت الٰہی و علم شریعت
ظاہر و باطن راہ غیر متناہی دریابد۔

دوم تجلی ناری اینست کہ نار نفس یعنی غصہ و غضب و عداوت و کینہ و
نار شیطانی کہ از ان حرص و طمع و طلب دنیا و معصیت و نار جنونیت کہ از ان
رجوعات خلق و ترقی درجات دنیا و تابع اہل دنیا و یک وجود شدن با غیب
عالم جن و دیو و شرب منہیات و بدعت و تارک الصلوٰۃ و مانع زکوٰۃ و حج
مردود و اخلاص با کافران یہود۔ پس این نار کہ در وجود درآید، مراتب انا فرعون
رخ نماید، دل سیاہ گردد۔ نیکی و بدی را برابر داند۔ این ہمہ مقامات ناری
است استدراج۔ آنچہ ترا نماید بر وا اعتبار نباید آورد کہ خلاف شرع مردود
علیہ اللعنۃ۔ بدانکہ ہر مقامات آنچہ از عرش تا تحت الثریٰ ہمہ از برای امتحان
است۔ آنچہ از خالق باز دارد راہزن شیطان است چرا کہ مقام فرشتگان از
برای تابع انسان است و انسان از برای عبادت رحمان است۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [1]

این مقامات کل و جزو تجلیات ناری و نوری دہ لک و ہفتاد ہزار سی و
ہفت مقام این ہمہ در طریقت است از حق دور و اہل طریقت خود را می انند
کہ بیشتر از حقیقت معرفت حضور۔ پس ہر کہ ازین مقامات برآید و طی کند

[1] سورہ الذّٰریٰت ۵۱ : ۵۶



نور روح یا نور سر یا نور ملائکہ یا نور خاکی اہل اسلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ جب
طالب اللہ کے وجود میں یہ کل تجلیات ظاہر و باطن مجتمع ہوتی ہیں۔ تو اب اسے
دلجمعی، ترک دنیا، توکل، صبر و شکر، ذوق و شوق، قناعت دل، توفیق الٰہی،
طاعت و عبادت، ذکر و فکر، عشق و محبت، فنا و بقا، غرق و استغراق، معرفت
الٰہی و علم شریعت ظاہری و باطنی راہ غیر متناہی حاصل ہوتے ہیں۔

دوم: تجلی ناری کہ اس سے نار نفس یعنی غصہ و غضب و عداوت و کینہ پیدا
ہوتے ہیں۔ اور نار شیطانی جس سے حرص و طمع و طلب دنیا و معصیت وغیرہ پیدا ہوتے
ہیں۔ اور نار جنونیت کہ جس سے طلب رجوعات خلق و حرص ترقی درجات دنیا
و پیروی اہل دنیا، غیب عالم کے ساتھ ہم وجود ہونا مثلاً جن و دیو اور شرب
ممنوعات جنم لیتے ہیں۔ آخر کو اس مرتبہ والا اہل بدعت و استدراج و تارک
الصلوٰۃ و مانع زکوٰۃ و حج ہو جاتا ہے۔ یہ مردود یہود و کفار و فجار اور اہل بدعت و
استدراج سے خلوص رکھتا ہے۔ پس یہ آگ جو وجود میں پیدا ہوتی ہے مقام انا و
فرعونیت اس کی طرف رخ کرتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ نیکی و
بدی کو برابر جانتا ہے۔ یہ سب مقامات ناری اور استدراج سے ہیں۔ اس
تجلی میں جو کچھ تم کو دکھائی دے، اس پر اعتبار اور بھروسہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہر
ایک خلاف شرع بات مردود ہے۔ اور جان لو کہ کل مقامات عرش سے
فرش تک سب (طالب کے) امتحان کے لیے ہیں۔ ان میں جو مقام بھی خالق
سے روک دے، وہی شیطان راہزن ہے۔ چونکہ مقام ملائکہ مقام کمال انسانیت
سے کم ہے۔ اور (لہٰذا) انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"ہم نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اسی لیے کہ وہ ہماری
عبادت کریں۔"

تجلیات ناری و نوری سے کل و جزو دس لاکھ ستر ہزار سینتیس مقامات
ہیں۔ یہ سب مقام طریقت میں ہوتے ہیں۔ اور مقام حقیقت سے جدا ہیں، اور
اہل طریقت اپنے آپ کو حقیقت و معرفت سے پہلے مقام حضوری میں

بولایت ولی اللہ رسد۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط[1]

ظلمات نار و نور اللہ نور۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ط[2]

این نوریست کہ شل نور بستہ نمی شود۔ این نور است آتشی سرد کہ ازین آتش معطر سرخ از زیادتی آب است کہ در قندیل وجود شیشہ در وجود آدمی دل است و در آن درخت زیتون سخت محبت الٰہی است و روغن ازان درخت معرفت کہ چراغ دل در و روشن از نور فتیلۂ ایمان است و روشنائی این بہ چشم مشاہدہ را بآخرت برد۔

قولہٗ تعالیٰ :

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ ط[3]

خود باچشم باطن بہ بین ای صاحب نظر۔

---

[1] سورہ البقرہ ۲: ۲۵۷

[2] سورہ النور ۲۴: ۳۵ [3] سورہ العٰدیٰت ۱۰۰: ۱۱



جاتے ہیں۔ پس جو شخص کہ ان مقامات سے نکل آتا ہے اور ان کو طے کرتا ہے، وہ ولی اللہ کی ولایت پر پہنچ جاتا ہے۔

(ایسے لوگوں کی شان میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔ وہ ان کو (کفر کے) اندھیروں سے (نکال کر) اپنے نور کی طرف لاتا ہے۔"

آگ ظلمات ہے اور اللہ کا نور روشنی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال یوں ہے کہ گویا ایک طاق ہے، جس کے اندر چراغ روشن ہے۔ اور چراغ ایک قندیل اور چمنی میں لگا ہوا ہے (چراغ کی روشنی کی تو بات ہی کیا ہے) اس کی چمنی کا یہ عالم ہے کہ وہ ایک روشن تارے کی طرح نور چراغ اسم اللہ ذات سے جگمگا رہی ہے۔ اس میں ایک برکت کے درخت کا جو تیل جلتا ہے، وہ زیتون ہے، جو نہ مشرق میں ہوتا ہے اور نہ مغرب میں (بلکہ خاص عرب میں) اور جس کا تیل (اپنی صفائی کے سبب سے) روشن ہے۔ اگرچہ اس میں آگ نہیں لگی ہے (گویا) روشنی پر روشنی ہے۔ اللہ اپنی روشنی کی راہ دکھلا دیتا ہے، جسے چاہتا ہے اور اللہ لوگوں کو مثالیں دے کر سمجھاتا ہے، کیونکہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔"

یہ ایک ایسا نور ہے، جو عام روشنی کی طرح بند نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نور ایک سرد آگ ہے کہ اس آتش معطر سے سرخ رنگ جو پانی کی زیادتی و رحمت الٰہی سے انسان کے وجود میں پیدا ہوتا ہے جسطرح کہ عرق گلاب کے پھول میں ہوتا ہے۔ اور آدمی کے وجود میں دل کی قندیل میں رہتا ہے اور درخت زیتون عشق الٰہی کے تیل و معرفت اور ایمان و یقین کی بتی سے روشن ہوتا ہے، اس نور کی روشنی چشم مشاہدہ (الٰہی) کو آخرت میں لے جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"بے شک اُنکے رب کو اُنکی اس دن سب خبر ہے۔"

اے صاحب نظر! خود اپنی باطنی نظر سے دیکھ۔

بدانکہ در طریقت طالبان ہزاران ہزار دیوانہ در جعت خوردہ اند از خود بیخود و مجنون شدہ مُردہ اند۔ از ہزاران کسی گوی سلامت بہ حقیقت معرفت بردہ اند۔

پس مُرشد را باید کہ اوّل طالب اللہ را روی بمقامات نیارد و اگر بیارد یک شبانروز تماشا نمودہ از طریقت بیرون برکشد و در مقام حقیقت در آرد والّا طالب در طریقت چہل یکسال سیر کند آخر بحیرت بسوزد و خراب شود۔ اگر از طریقت بعد از چہل یکسال برآید محبوب والّا طریقت خانہ سراسر دیوانگی۔ این ہمہ از حق بیگانگی و ہشیاری ہمہ با حق یگانگی۔ این راہ فقر مشکل است۔ درین احوال مُرشد مشکلکشا باید۔

## حدیث

مَشْیٌ عَلَی الرَّاسِ بِلَا قَدَمِ الْاَقْدَامِ[1]

ای صاحب مجاہدہ! خواب از دیدہ بردار کہ صاحب مشاہدۂ باطن حق را بیداری دل بکار۔

## حدیث

یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ[2]

---

[1] الحدیث۔

[2] صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف، مسند احمد، جامع الصغیر۔



(اے طالب صادق!) تو جان لے کہ طریقت میں ہزاروں ہزار طالب گمراہ اور دیوانے ہو گئے ہیں۔ اور رجعت میں آکر پریشان اور خراب ہو گئے ہیں۔ یہ ہزاروں میں سے اکثر خود سے بیخود اور مجنوں ہو کر مر گئے ہیں۔ اور وہ لوگ بہت کم ہیں، جو سلامتی کے ساتھ حقیقت و معرفت کو پہنچے ہیں۔

پس مُرشد (کامل) کو چاہیے کہ اوّل طالب حق کو مقامات کی طرف نہ لائے۔ اور اگر وہ مقامات کی طرف لائے، تو ایک شبانہ روز میں سیر کراتے ہوئے کُل مقامات طریقت سے نکال کر اسے مقام حقیقت میں پہنچا دے۔ ورنہ طالب اکتالیس سال تک مقام طریقت میں سیر کرتے کرتے آخر حیرت سے سوختہ ہو کر خراب اور پریشان ہو جائیگا۔ اگر طالب اکتالیس سال میں مقام طریقت سے نکل آتا ہے، تو وہ مقام محبوبیت میں پہنچ جائیگا۔ ورنہ طریقت سراسر دیوانگی اور جنون کا گھر ہے۔ یہ سب کچھ حق سے بیگانگی (کا نام) ہے۔ حق کے ساتھ یگانگی اور ہوشیاری چاہیے۔ یہ راہِ فقر مشکل ہے۔ ان احوال میں مُرشد کامل مشکلکشا ہونا چاہیے۔

## حدیث

"اللہ کی طرف سر کے بل بغیر قدم اٹھائے چلو۔"

اے صاحب مجاہدہ! (اپنی) آنکھوں سے خواب و غفلت نکال دے، کیونکہ صاحب مشاہدۂ باطن حق کو دل کی بیداری چاہیے۔

## حدیث

"میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر قلب جاگتا رہتا ہے"

## بیت

دو چشم خویش را بر بند چون باز　　　درون تا دعد گم گشتہ آور

بدانکہ چون ابلیس علیہ اللعنۃ طالب اللہ را ببیند کہ قرب اللہ شود و طریقت را طی کند و بحقیقت معرفت رسد و در میان مقامین جمیع شیاطین را جمع کند عرش و کرسی و لوح و قلم تہ فلک ہفت زمین بہشت و دوزخ و حور و قصور شیاطین استدراجی موجود سازد و خود را بر تخت زرین بنشاند و دعویٰ فرعونی خدائی کند و میگوید کہ آنچہ تو عبادت کردی قبول است پیالہ بول را بوی دھد و میگوید بنوش کہ این شراباً طہورا است۔ اگر او این بول را مینوشد بہ نوشیدن بول در نار شیطان در آید و شیطان میگوید آنچہ فرض سنت و واجب و مستحب ظاہر عبادت ہمہ بر تو بخشیدم کہ ترا دیدار من بس است کہ تو نور منی و من نور تو۔ آنچہ بر زبان آید بگو و آنچہ پیش تو آید بخور۔

قلندر اہل بدعت شو اینست راز کہ از سرود با ساز آواز خوش بشنو! پس ہر آنکس کہ از خواب بیدار شود، استدراج ابلیس را معلوم نمیکند از راہ بی علمی و جہل و ناقصی از بی باطنی پیش طالبان و مریدان خود حقیقت دیدار و استدراج را معراج گویند و میگویند کہ ہیچ ما را از ظاہر عبودیت احتیاج نماند۔ طالبان و مریدان را گمراہ کنند و آن گمراہان با گمراہ پیشوا ہمراہ

## بیت

تُو باز کی طرح اپنی دونوں آنکھیں (ما سوائے الٰہی سے) بند کر لے، تاکہ تیرے باطن قلب میں سے کھوئی ہوئی آواز تجھ کو سُنائی دے اور تجھ کو حقیقت اسرار کا پتہ چل جائے)۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جب شیطان لعین دیکھتا ہے کہ طالب اللہ قرب اللہ میں پہنچنے کو ہے اور وُہ (عنقریب) مقام طریقت کو طے کر کے مقام حقیقت و معرفت میں پہنچ جائے گا، تو وہ دونوں مقامات کے درمیان تمام شیاطین کو جمع کر کے عرش و کرسی، لوح و قلم، زمین و آسمان، بہشت و دوزخ، حور و قصور اور استدراجی شیاطین کو موجود کر دیتا ہے۔ اور خود زرین تخت پر بیٹھ کر فرعونی دعویٰ کرتا ہے۔ اور خدا بن کر طالب سے کہتا ہے کہ تُو نے جو کچھ عبادت کی ہے، وہ ہماری درگاہ میں قبول ہے۔ اور پیشاب کا پیالہ بھر کر اسے دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے پیو۔ یہ شراب طہورا کا پیالہ ہے۔ اگر وُہ اس پیشاب کو پی لیتا ہے، تو اُس پیشاب کا پینا مقام نار شیطانی میں آتا ہے۔ اور شیطان اُس سے کہتا ہے کہ تُو نے جو کچھ فرض، سنت، واجب و مستحب اور ظاہری عبادت کی، میں نے تیری ساری عبادت تجھے بخش دی۔ تجھے میرا دیدار بس کافی ہے، کیونکہ تو میرے نُور سے ہے۔ اور میں تیرے نُور سے ہوں۔ جو کچھ تیری زبان پر آئے، تُو کہہ ڈال اور جو کچھ تیرے سامنے آئے، کھا لے۔

قلندر اہل بدعت ہو جا۔ یہ ہے راز، جیسے تُو خوش آواز ساز کے ساتھ راگ سے سُن۔ پس جو شخص کہ خواب سے بیدار ہوتا ہے، استدراج ابلیس کو بے علمی اور جہالت کی وجہ سے معلوم نہیں کر سکتا۔ اسی لیے ناقص لوگ بے باطنی کی وجہ سے اپنے طالبوں اور مریدوں کے سامنے حقیقت دیدار (الٰہی) بیان کرتے ہیں۔ اور استدراج کو معراج کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں ظاہر بندگی کی حاجت نہیں رہی (اس طرح سے وہ) طالبوں اور مریدوں کو گمراہ کرتے ہیں اور وُہ گمراہ اپنے

در مقام ملعون اکبر اہل سلب گردد۔

قولہٗ تعالیٰ:

یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

ای جان عزیز! باید دانست تو نمیدانی کہ نفس چہ چیز است و نفس از کجا پیدا شود۔

چون آدم صلوات اللہ را علم عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ ظاہر گشت و نظر حضرت آدمؑ بر عرش افتاد و کلمہ را نوشتہ دید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ و کلمہ طیب خواند۔ پس حضرت آدمؑ در تعجب درآمد و گفت کہ برابر نام اللہ نام محمدؐ کیست؟ از اللہ تعالیٰ حکم شد کہ ای آدمؑ! از فرزندان تو محمد رسول اللہ خاتم النبیین در قیامت شفیع تو خواہد شد۔ حضرت آدم صلوات اللہ را غیرت بدل پیدا شد کہ پسر شفیع پدر چہ طور خواہد بود۔ ازان غیرتش در وجود آدم نفس پیدا شد و از نفس حرص و طمع پیدا شد کہ حضرت آدم دانۂ گندم خورد و از بہشت بدر کشیدند و از حرص حسد پیدا شد کہ حضرت ہابیل قابیل را کشت و کافر گشت و از حسد انا کبر پیدا شد کہ لباس مطلق شیطانیست کہ از خوشوقتی انا کبر آب منی روان شد کہ ازان آب منی دنیا راہزن پیدا شد و ازان راہزن چہار پسر، اوّل خنّاس، دوم خرطوم، سوم وسوسہ،

---

سورہ یٰس ۳۶، ۶۰

سورہ البقرہ ۲، ۳۱

پیشوا گمراہ کے ساتھ ملعون اکبر اہل سلب کے مقام میں آجاتے ہیں۔
(حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
"اے بنی آدم! شیطان کی پیروی نہ کر۔ وہ یقیناً تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

## نفس کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟

اے جانِ عزیز! جاننا چاہیے (لیکن) تو نہیں جانتا کہ نفس کیا چیز ہے؟ اور وہ کس مقام سے پیدا ہوتا ہے؟

جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے علم کی تلقین کی اور انہیں کُل چیزوں کے نام سکھا دیے۔ تو پہلے پہل حضرت آدمؑ کی نظر عرش پر پڑی۔ اور دیکھا کہ عرش پر کلمۂ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھ کر کلمہ طیبہ پڑھا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پس حضرت آدمؑ متعجب ہوئے۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کس کا نام ہے؟ اللہ تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اے آدمؑ! تمہارے فرزندوں میں سے ایک رسولِ آخر الزمان ہوگا، جس پر نبوت ختم ہو جائے گی۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اس کا نام ہے۔ قیامت کے روز وہ تمہاری شفاعت کرے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں غیرت پیدا ہوئی کہ بیٹا باپ کا شفیع کس طرح ہوگا؟ اس غیرت کی وجہ سے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں نفس پیدا ہوا اور نفس سے حرص و طمع پیدا ہوا، جس سے انہوں نے گندم کا دانہ کھا لیا۔ اور بہشت سے نکالے گئے۔ اور حرص سے حسد پیدا ہوا کہ حضرت ہابیل نے قابیل کو قتل کر ڈالا۔ اور کافر ہو گیا اور حسد سے کبر و انا (غرور) پیدا ہوا، جو شیطان علیہ اللعنۃ کا لباس مطلق ہے اور خوش وقتی کی وجہ سے کبر و انا سے منی کا پانی جاری ہوا۔ اور اس آبِ منی سے دنیا کے راہزن پیدا ہوئی۔ اور دنیا کے راہزن سے چار بیٹے، خناس، خرطوم، وسوسہ،

چہارم خطرات پیدا شدند۔ ہر کہ ازین قبیلہ شیاطین ولد شیطان منقطع نکند ہرگز بمعرفت مولا نرسد واز ہوای نفس ونفسانیت نیز نہ برآید۔

قول حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ:

لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوَاهُ مَنْ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى ضَرْبِ مَوْلَاهُ ط

جواب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ:

لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوَاهُ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ عَلَى ضَرْبِ مَوْلَاهُ ط

جواب حضرت بی بی رابعہ رحمۃ اللہ علیہا:

لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوَاهُ مَنْ لَمْ يَنْسَ ضَرْبَ مَوْلَاهُ فِي مُشَاهَدَةِ رُؤْيَةِ مَوْلَاهُ ط

مصنف میگوید ہر کہ درین مقام روشن ضمیر مشاہدۂ حقیق در مقام حقیقت پذیرد وموصل شود شب وروز بحق تعالی ہمسخن باشد وخلق داند کہ با ما ہمسخن (است)۔

بدانکہ نفس در وجود آدمی چہار اند، اما نفس مطمئنہ انبیا دارند واولیاء کہ فعل او دریافتن اسرار باری تعالی ودر معرفت وحق گزاری وہمیشہ در رضای حق ودر بلا صبر کند، اما نفس لوامہ مؤمنان دارند کہ فعل او بندگی، امر معروف بجا آوردن وازنہی منکر باز داشتن وذکر حق تعالی ورزیدن وتلاوت قرآن خواندن ومحبت حق واز حق ترسیدن، اما نفس ملہمہ صادقان



خطرات پیدا ہوئے۔ جو کوئی مندرجہ بالا شیطانی قبائل کو منقطع نہیں کرے گا، وہ ہرگز معرفت مولیٰ کو نہیں پہنچ سکتا اور نفسانی خواہشات اور نفسانیت سے بھی نہیں نکل سکتا۔

جیسا کہ حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے:۔

"وہ شخص اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے، جو اپنے مولا کی تکلیف پر صبر نہ کر سکے۔"

جواب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ۔

"وہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا نہیں، جو اپنے مولا کی تکلیف پر شکر گزاری نہ کرے۔"

جواب حضرت بی بی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا:۔

"وہ شخص اپنے دعوے میں صادق نہیں، جو اپنے مولا کے مشاہدے میں اس کی تکلیف کو نہ بھول جائے۔"

مصنف رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ جو شخص اس مقام پر پہنچتا ہے، وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ مشاہدۂ الٰہی اور مقام حقیقت میں مقبول و منظور ہو کر صاحب وصال ہو جاتا ہے۔ شب و روز حق تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے، مگر خلقت (یہ) سمجھتی ہے کہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہے۔

# انسان کے وجود میں مقاماتِ نفس اور اس کی اقسام

اے طالب حقیقی! تو جان لے کہ انسان کے وجود میں نفس چار ہیں، لیکن انبیاءؑ و اولیاءؒ کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے۔ اس کا یہ کام ہے کہ معرفت حاصل کر کے اسرار باری تعالیٰ کو دریافت کرے اور اس کا حق ادا کرے اور نفس مطمئنہ ہمیشہ رضائے الٰہی کا متلاشی اور ہر مصیبت پر صابر رہتا ہے لیکن مؤمنوں کا نفس لوامہ ہوتا ہے اور اس کا کام اللہ کی بندگی کرنا ہر ایک کو امر بالمعروف (نیک کام) بجا لانے کی تلقین کرنا اور نہی منکر (برائی) سے بچانا، حق تعالیٰ کا ذکر کرنا، قرآن مجید پڑھنا، ہمیشہ محبت الٰہی میں رہنا اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا ہے۔ لیکن صدیقوں کا نفس ملہمہ ہوتا ہے۔ اُن کا کام حقیقت

دارند کہ فعل او صدق وطلب مولی وعیب پوشی مردمان کنند، اما نفس امارہ کافران دارند کہ فعل او حرص وغضب وکینہ وعداوت ودروغ گفتن وخون کردن وحرام خوردن وغیرہ انواع گناہ صغیرہ وکبیرہ وشرک وکفر۔

بدانکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ میفرماید کہ بعد از مردن نفس از گناہ منکر میشود۔ ہر گناہیکہ واقع شد کبیرہ وصغیرہ بر ذمہ روح است کہ ما را از گناہ ہیچ اطلاع نیست کہ گناہ وزندگانی بروح تعلق دارد وآنچہ بعد از مردن گناہ واقع شود، از ماست واو چرا ما را ملزم کند وحیران وپریشان۔

مصنف میگوید کسی را کہ روح پلید است چنانچہ روح کافران ومنافقان واوشان را نیز روح نیز پلید از صحبت تاثیر ہر دو یکی است و کسی را کہ روح پاک است آن را از محاسبہ چہ باک۔

شرح پیر ومرشد ودرمیان ایشان چہ فرق است وطالب مرید کرا گویند؟ ہمو مرشد مراد بخش محبت اللہ در وجود طالب روشن نور اللہ

دلی اور طلب مولیٰ ہے۔ وہ لوگوں کی عیب پوشی کرتے ہیں، لیکن کافروں کا نفس امارہ ہوتا ہے۔ ان کا کام حرص وحسد، غضب وکینہ اور عداوت رکھنا ہے، جھوٹ بولنا، کشت وخون کرنا، حرام کھانا وغیرہ۔ ہر صغیرہ وکبیرہ گناہ سے اجتناب نہ کرنا، ہمیشہ کفر وشرک میں مبتلا رہنا اس کا کام ہے۔

اے طالب صادق! تو جان لے کہ مصنف کتاب (فقیر باہوؒ) فرماتے ہیں، کہ نفس امارہ موت کے بعد اپنے گناہ سے منکر ہو جاتا ہے۔ (حالانکہ) ہر گناہ صغیرہ وکبیرہ جو واقع ہوا ہے، وہ سب روح کے ذمہ ہے۔ ہم کو گناہ کے متعلق کوئی خبر نہیں ہے، کیونکہ گناہ و زندگی روح سے تعلق رکھتے ہیں، اور مرنے کے بعد جو گناہ واقع ہو، وہ ہمارے ذمہ ہے۔ لہٰذا ہم کو کیوں ملزم گردانا جاتا ہے۔ اور حیران وپریشان کیا جاتا ہے؟ مصنف کہتا ہے۔

# روح پاک وناپاک

(روح دو قسم کی ہوتی ہے، روح پلید اور روح پاک، کافروں اور منافقوں کی روح پلید ہوتی ہے۔ اسی لیے وہ خود بھی پلید ہوتے ہیں صحبت کی تاثیر سے ان کے روح وجسم کا ایک ہی حال ہوتا ہے۔ اور جس شخص کی روح پاک ہے، اسے محاسبہ کا کیا ڈر ہے۔ (چونکہ ان کی روح پاک نہیں ہوتی، اس لیے محاسبہ سے خوف کرتی ہے، اور چونکہ مومنوں کی روح پاک ہوتی ہے، اس لیے بہت سے لوگ بے حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے)

# شرح پیر ومرشد

(اے طالب صادق!) جان لے کہ مرشد (کامل) اور پیر ناقص میں کیا فرق ہے اور طالب (صادق) اور مرید (کاذب) کس کو کہتے ہیں؟ مرشد کامل سے مراد وہ ہے کہ اس کی توجہ سے طالب کے وجود میں محبت الٰہی پیدا ہو، اسکی

از نظر مرشد چنان در آید کہ از آنچہ می بینی کہ لاسوی اللہ است  بالکلیہ بر آید و راہ باطن بیکبارگی بکشاید۔ مشاہدۂ حقیقی و لذت تحقیق از حجاب بی حجاب گرداند و ہیچ پردہ نماند فیما بین اللہ تعالیٰ۔ استغراق دوام۔ اینست نظر مرشد کامل تمام ــــــــــ مرشد یکہ خود در طلب مردار دُ

طالب او اہل شرب و بدعت خوار گاؤ عصار۔ اوّل پیر مرید را حرام خوردن ندہد و اگر مرید مردار خورد، مردار در وجود او قرار نگیرد، از راہ بالا در آید۔ پیر را این نشان است۔ نہ پیر بہر دُنیا پریشان است۔ پیر را میباید کہ اوّل مرید را موی بشمارد و ہفت موی در دست آرد و بمقراض ببرد کہ از آن ہفت موی در وجود ہفت تاثیر شود۔

از موی اوّل تاثیر اینست کہ در وجود حرص نماند۔ د

از موی دویم تاثیر اینست کہ در وجود حسد نماند۔ و

از موی سویم تاثیر اینست کہ در وجود کبر نماند۔ د

از موی چہارم تاثیر اینست کہ مرید مُردہ نفس گردد۔ د

از موی پنجم تاثیر آنکہ مرید روشنضمیر صاحب تاثیر شود۔ د

از موی ششم مرید را تاثیر آنکہ شب خیز و شوق ریزد خواب غفلت از وجود او برخیزد۔ د

از موی ہفتم تاثیر آنکہ ہفت طبق زمین و ہفت طبق آسمان واضح و لوح محفوظ در مطالعہ او باشد۔

ہر کہ از موی بریدن مرید را پیر باین ہفت مراتب برساند پیر تمام والا پیر خام۔

مصنف میفرماید نی نی، غلط گفتند کہ این پیر نیز ناسوتی ناقص و ناتمام



نظر سے نور الٰہی (طالب کے وجود میں) اس طرح داخل ہو کہ جو کچھ ماسوائے اللہ دیکھے، وہ کلی طور پر (اس کے وجود سے) نکل جائے اور راہ باطن یکبارگی کھل جائے۔ مشاہدۂ حقیقی اور لذت تحقیق اسے حاصل ہو۔ حجاب سے بے حجاب کر دے اور اس کے اور اللہ کے درمیان میں کوئی پردہ نہ رہے۔ ہمیشہ استغراق میں رہے۔ یہ ہے مرشد کامل و مکمل کی نظر۔ اور جو مرشد کہ خود طالب دنیائے مردار ہوگا، اس کے طالب (مرید) اہل دُنیا اور اہل بدعت ہوں گے۔ اوّل تو مرشد کامل مرید کو (مردار اور) حرام کھانے نہیں دیتا۔ اور اگر مرید مردار کھاتا ہے، تو مردار اس کے وجود میں قرار نہیں پکڑتا، اوپر کے راستے (گلے) سے باہر آجاتا ہے۔ پیر کامل کی یہ نشانی ہے۔ پیر کامل دُنیا کے (حصول) کے لیے پریشان نہیں ہوتا۔ مرشد کامل کو چاہیے کہ پہلے مرید کے بالوں کو شمار کرے اور اپنی قینچی سے (مرید کے وجود سے) سات بال تراش ڈالے، کیونکہ ان سات بالوں سے وجود میں سات تاثیریں ہو جاتی ہیں۔

پہلے مُو کی تاثیر یہ ہے کہ وجود میں حرص نہیں رہتا۔ اور

دوسرے مُو کی تاثیر یہ ہے کہ وجود میں حسد نہیں رہتا۔ اور

تیسرے مُو کی تاثیر یہ ہے کہ وجود میں غرور و تکبر نہیں رہتا۔ اور

چوتھے مُو کی تاثیر یہ ہے کہ مرید مُردہ نفس ہو جاتا ہے۔ اور

پانچویں مُو کی تاثیر یہ ہے کہ مرید روشن ضمیر اور صاحب تاثیر ہو جاتا ہے۔ اور

چھٹے مُو کی تاثیر یہ ہے کہ مرید شب خیز (تہجد گزار) ہو جاتا ہے اور اس میں (عبادت الٰہی کے لیے) ذوق و شوق پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے وجود سے خواب غفلت دُور ہو جاتی ہے۔ اور

ساتویں مُو کی تاثیر یہ ہے کہ زمین و آسمان کے چودہ طبق اس پر واضح ہو جائیں اور لوح محفوظ اس کے مطالعہ میں رہے۔

جو پیر مرید کے یہ ساتوں بال تراش کر اس کو ان ہفت مراتب تک پہنچا دے، وہ مرشد کامل ہے، ورنہ پیر خام ہے۔

مصنف (فقیر باہوؒ) فرماتا ہے: نہیں نہیں، لوگوں نے غلط کہا، کیونکہ یہ

است و نذر نیاز از مریدان گرفتن بر وی حرام. پیران چنین باید، چنانچہ
پیر مصنف شاہ محی الدین سلطان عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز والسلام۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

# تَمَّتْ بِالْخَیْرِ



پیر بھی ناقص اور ناتمام ہے اور مقام ناسوت سے ہے۔ (اسے مقام لاہوت کی کچھ خبر نہیں) اور مریدوں سے نذر نیاز لینا اس پر حرام ہے۔ پیر ایسا ہونا چاہیے، جیسا کہ مصنف (فقیر باہوؒ) کے پیر حضرت شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ والسلام۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

# تَمَّتْ بِالْخَیْرِ